

انعامات الہیہ کے حصول کا طریق

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”وہ دن آنے والا ہے، جب احمدیت کے کاموں میں حصہ لینے والے بڑی بڑی عزتیں پائیں گے۔ لیکن ان لوگوں کی اولادوں کو، جو اس وقت جماعتی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے، دھتکار دیا جائے گا۔ جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے جو عزت خیال کریں گے۔ اس وقت ان لوگوں کی اولاد کہے گی کہ ہمیں بھی مشورہ میں شریک کرو۔ لیکن کہنے والا انہیں کہے گا کہ جاؤ تمہارے باپ داداؤں نے اس مشورہ کو اپنے وقت میں رد کر دیا تھا اور جماعتی کاموں کی انہوں نے پرواہ نہیں کی تھی۔ اس لئے تمہیں بھی اب اس مشورہ میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔

پس اس غفلت کو دور کر دو اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو کہ جو شخص سلسلے کی کسی مینٹنگ میں شامل ہوتا ہے، اس پر اس قدر انعام ہوتا ہے کہ امریکہ کی کنسل کی ممبری بھی اس کے سامنے بیچ ہے۔ اور اسے سو خرچ کر کے بھی اس مینٹنگ میں شامل ہونا چاہیے۔ اگر وہ اس مینٹنگ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے سلسلہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن وہ خود الہی انعامات سے محروم ہو جائے گا“ (رپورٹ مجلس مشاورت 1956ء صفحہ 24)

اس ارشاد کی روشنی میں ہم سب کا یہ بنیادی فرض ہے کہ جماعتی اجلاسات، مینٹنگز اور اجتماعات میں اپنی حاضری کو یقینی بنائیں اور معمولی عذرات پر ان باہر گت مواقع کو ہاتھ سے نہ گنوائیں۔ بعض بھائی معمولی عذر مثلاً پڑھائی، ٹیوشن وغیرہ کے نام پر بھی ان مواقع سے غیر حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ بڑے فکر کی بات ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو مد نظر رکھ کر ان پروگراموں میں شامل ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارا خود متکفل مددگار ہوگا اور ہر طرح کی خیر و خوبی سے نوازے گا۔ اللہ

اور غالباً صحیح تحقیق کی رو سے ۹ ربیع الاول مطابق ۱۲۰/۱ اپریل ۱۵۷۵ء بروز پیر بوقت صبح آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی۔ واقعہ فیل کے اس قدر متصل آنحضرت کی ولادت کا ہوا اپنے اندر یہ خدائی اشارہ رکھتا تھا کہ جس طرح خدا نے کعب کے خلاف اس ظاہری حملہ کو غائب مٹا کر کیا ہے۔ اسی طرح اب وقت آتا ہے کہ دین الہی کے مقابل پر باطل پرستی کا سرکچا جائے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب المآل صفحہ ۹۳ مختصر)

عبدال مطلب کی خوشی

بچہ کے پیدا ہوتے ہی حضرت آمنہ نے عبدال مطلب کو اطاعت بھجوادی۔ جو سنتے ہی فوراً خوشی کے جوش میں حضرت آمنہ کے پاس چلے آئے۔ حضرت آمنہ نے ان کے سامنے لڑکا پیش کیا اور کہا کہ میں نے ایک خواب میں اس کا امام محمد دیکھا تھا۔ عبدال مطلب نے بچے کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر بیت اللہ میں لے گئے اور وہاں جا کر خدا کا شکر ادا کیا اور بچے کا نام محمد رکھا۔ جس کے معنی ہیں نہایت قابل تعریف اور پھر اسے واپس لا کر خوشی خوشی ماں کے پیروں پر دیا۔ (ہیسا)

آنحضرت ﷺ کی ولادت سے متعلق روایات

مؤرخین نے آنحضرت کی ولادت کے متعلق عجیب و غریب روایات لکھی ہیں۔ بعض نے کہا کہ کسرتی یعنی شہنشاہ ایران کے محل میں زلزلہ آیا۔ اس کے چودہ گھر سے گر گئے۔ فارس کا آتھلدہ جو صدیوں سے روشن تھا بجھ گیا۔ دریا اور پستے خشک ہو گئے اور آپ کے گھر میں رنگا رنگ کے کرشمے ظاہر ہوئے۔ یہ سب روایات عموماً کمزور ہیں۔

بعض روایات جو نسبتاً صحیح معلوم ہوتی ہیں یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ ولادت میں ستارے ٹوٹے۔ اسی طرح آپ مختون پیدا ہوئے اور یہ بھی کہ آپ کی پشت مبارک کی

بائیں طرف گوشت کا ابھر ہوا لکھنا تھا جسے ختم نبوت یعنی مہر نبوت کہتے ہیں۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب المآل صفحہ ۹۳ مختصر)

آنحضرت ﷺ کی پہلی دایہ

مکہ کے شرفاء کا طریق تھا کہ بچوں کو دودھ پلوانے کے لئے ان دانیوں کے سپرد کرتے تھے جو شہر سے باہر ہوتی تھیں تاکہ بچہ کی صحت اچھی ہو اور زبان بھی اچھی سیکھ لے۔

آنحضرت کو شروع میں تو والدہ نے دودھ پلایا۔ پھر اس کے بعد ابو لہب کی ایک لونڈی ثویبہ نے جس کو ابو لہب نے آپ کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کیا تھا دودھ پلایا۔ اسی لونڈی نے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ گویا حضرت حمزہ آنحضرت کے چچا ہونے کے علاوہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ (سیرت خاتم النبیین صفحہ ۹۳ مختصر)

آنحضرت ﷺ کی دوسری دایہ

آنحضرت کو دودھ پلانے کا شرف حضرت خلیہ سعد یہ کو بھی ہوا اور آپ جس طرح ثویبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے اور اس کے احسان کو یاد رکھتے یہی سلوک آپ کا حضرت خلیہ سے بھی تھا۔ آپ کی رضاعت کے بارے میں حضرت خلیہ سعد یہ بیان فرماتی ہیں کہ بنی سعد سے کچھ عورتیں مکہ آئیں تاکہ رضاعت کے لئے بچوں کو ڈھونڈیں۔ میں اپنی گدھی پر سوار تھی اور ہمارے پاس ایک اونٹنی تھی۔ مگر اس اونٹنی سے ہمیں کوئی دودھ نہ ملا تھا اس لئے رات ہم نے بھوکے گزری اور ہمارا بچہ بھی بھوکا تھا اور ہماری سواری بھی بہت آہستہ چلتی تھی۔ جس کی وجہ سے ہمارے ساتھی تکلیف محسوس کرتے تھے۔ بہر حال ہم مکہ پہنچ گئے تو ہر ایک نے میری ساتھیوں میں سے بچہ لے لیا مگر مجھے نہ مل سکا۔ اب صرف ایک بچہ باقی تھا یعنی آنحضرت۔ مگر ان کے قیم ہونے کی

مہر سے ان کو کوئی لینے کے لئے تیار نہ ہونا کہ اس کی ماں ہم کو اس کے بدلے میں کیا اجرت دے گی۔

جب کوئی بچہ نمل۔ گاتو میں نے اپنے خاند سے کہا کہ میں ضرور اسی بچہ کو لے جاؤں گی۔ انہوں نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے۔ پھر میں آپ کو لے کر آئی تو آپ نے میرا دودھ پیا اور اس کے ساتھ میرے بیٹے نے بھی دودھ پیا۔ یہ دونوں تو سو گئے مگر ہم بھوک کی مہر سے نہیں سو رہے تھے۔ چنانچہ میرا خاوند اونٹنی کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی دودھ پیا اور رات آرام سے گزری۔ صبح اٹھ کر میرے خاوند نے کہا کہ یہ اس بچہ کی برکت سے ہے۔ میں نے ان کے اس قول کی تصدیق کی۔ پھر ہم سوار ہو کر واپس روانہ ہوئے۔ اس دفعہ ہماری سواری سب سے تیز تھی اور دو لوگ جو ہم کو تیز چلنے کا کہتے تھے اب کہتے کہ آہستہ چلو اور سوال کرتے کہ کیا یہ وہی گدھی ہے جو اب بڑی تیز چلتی ہے؟ بہر حال ہم واپس اپنے قبیلہ میں آ گئے اور یہاں کی زمین سب سے زیادہ بخر تھی مگر اس کے باوجود میرے ریوڑ شام کو کافی دودھ دیتے۔ حتیٰ کہ لوگ کہنے لگے کہ تم بھی وہاں اپنے ریوڑوں کو چرواہاں ان کے ریوڑ چرتے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ یہ برکتوں کا سلسلہ دو سال تک مسلسل رہا یہاں تک کہ ہم نے آنحضرتؐ کو وہاں نہ کر دیا۔ مگر اب بھی ہمیں یہی خواہش تھی کہ آپؐ ہمارے پاس رہیں۔ کیونکہ آپؐ کے وجود ہی کی مہر سے ہم کو یہ سب برکتیں ملتی تھیں۔ (محمد رسول اللہ ص ۴۳)

حضرت رسول کریم ﷺ چار سال تک حضرت خنیسہؓ کے پاس رہے اور بعد ازاں حضرت آمنہؓ کے پاس آ گئے۔

اک ماہ نو نے پھر سے بگڑی مری بنا دی

اک شام غزوہ نے دنیا مری بنا دی
اک صبح نو نے مجھ کو پھر روشنی دکھا دی

ہم بھی تو ساتھ اس کے گویا کہ مر گئے تھے
پھر ساتی بہاراں نے انجمن سجا دی
ہر دل تھا ڈوبنے کو موج بحر غم میں
ہر غم مٹانے والا آیا وہ پھر مٹا دی

اے دلیر! کہاں تھی فرقت کی تاب مجھ کو
اک ماہ نو نے پھر سے بگڑی مری بنا دی

اس عشق نے ہی مجھ کو فرقت پہ مار ڈالا
اس عشق نے ہی مجھ کو پھر زندگی سکھا دی

کیا شخص دلربا تھا وہ حوصلہ مبہم
دیکھ پا کے مسکرایا دشمن کو بھی دعا دی

ہر دل میں بسنے والا وہ شخص جا چکا ہے
پور یاد دلشیں کی اک شمع ہے جلا دی

(مقام فیض اللہ بھر صاحب)

الہام کلام اُس کا

کلام طاہر کی اشاعت کے دوران موصول ہونے والے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات

(محترمہ لدۃ الباری ماحر صاحبہ - کراچی)

”معراج: اردو کتب لغات اسے تانیث میں پیش کرتی ہیں مگر ہم نے تادیان میں ہمیشہ اس کو مذکر ہی سنا اور ذہنی طور پر معراج کو تانیث کے ساتھ باندھنے پر دل آمادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے عملاً یاہوں سمجھ لیں کہ ضد کر کے اس غلطی پر اصرار کیا ہے۔ بیویوں کا معراج: کہنے کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ ’ابنائے آدم کی معراج‘ تو گھٹیا سی ترکیب نظر آتی ہے جو معراج کی شان کے خلاف ہے۔ پس مجھے تو آنحضرت ﷺ ہمیشہ ہی ابنائے آدم کا معراج دکھائی دیتے ہیں، نہ کہ ابنائے آدم کی معراج۔ پس بعض ایسے مقامات بھی ہوتے ہیں کہ جہاں شاعر اپنا حق سمجھتا ہے کہ چاہے دنیا اس کے کسی استعمال کو غلط قرار دے وہ اپنی مرضی سے عمل کسی خاص مقصد کے پیش نظر اپنی غلطی پر مصر ہو“۔ (مکتوب ۱۶ جنوری ۱۹۹۳ء)

کہہ رہا ہے خرام باد صبا
جب تلک دم چلے مدام چلو
’خرام‘ مندرجہ بالا شعر میں پہلی اشاعت میں مؤنث باندھا گیا تھا۔ نظر ثانی کی مؤدبانہ درخواست پر نہ فرمایا، نہ گستاخی پر محمول سمجھا۔ کچھ لفظوں میں حقیقت حال بیان فرمائی۔ اعلیٰ ظرفی اور وسیع القاعی کا ایسا مظاہرہ دنیا کے بڑوں میں کہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ حصہ صرف اس سبق کے لئے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے کہ بڑا دل و کھانے سے کوئی چھوٹا نہیں ہو جاتا۔ وضاحت سے تحریر فرمایا:۔

”خرام کے متعلق میری غلط فہمی ان شعروں کی وجہ سے ہے جن میں لفظ خرام استعمال ہوا اور جہاں خمیر لفظ خرام کی طرف نہیں بلکہ مضاف کی طرف جاتی ہے جیسے: موج خرام ناز بھی کیا گل کتر گئی
اسی طرح میرے علم میں خرام کے معنوں میں جتنے لفظ مستعمل ہیں وہ سب چونکہ تانیث کا مرتبہ رکھتے ہیں جیسے چل و رفتار وغیرہ۔ اس لئے اس خیال سے بھی ہمیشہ اس لفظ کو تانیث کے درجہ پر رکھتا رہا۔ اب آپ نے توجہ دلائی تو لغات اٹھا کر دیکھیں جس سے معلوم ہوا کہ اہل ادب کے ہاں اس کے مؤنث استعمال کی کوئی سند نہیں۔۔۔ یہ بھی یہ شعر کچھ کمزور تھا کیونکہ ’صبا‘ تو صبح کی ہوا کو کہتے ہیں، شام کی ہوا کو نہیں اور صبا کا پیغام صبح چلنے کا تو ہو سکتا ہے، شام کے چلنے کا نہیں۔ لیکن چونکہ یہ دونوں نظمیں جو جلسہ میں پڑھی گئیں جلسہ سے چند دن پہلے شروع ہوئیں اور جلسہ کے ہنگامے کے دنوں میں مکمل ہوئیں اس لئے پوری طرح نظر ثانی نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر خرام لفظ استعمال ہوتا تو پھر بھی مؤنث میں ہی ہوتا تھا، لیکن ہو سکتا ہے کہ متبادل شعر میں یہ لفظ آتا ہی نہ۔ اس لئے اگر وقت ملا تو یہ بلا مصرع تبدیل کر کے ’افضل‘ کو ترمیم کے لئے لکھ دوں گا ورنہ اس شعر کو حذف کرنے کے لئے اعلان کر دیا جاسکتا ہے“۔ (مکتوب ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء)

”ورد:۔۔۔ ضمناً دیا آیا کہ شعروں میں تو ورد لفظ

مذکر استعمال ہی ملتا ہے جیسے:-

درو منت کش دو نہ ہو
دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
لیکن بول چال میں بسا اوقات ’مہر دروہوری‘ ہے۔
سننے میں آتا ہے۔ یا ’مجھے دروہوری ہے‘ اس کو آپ کس
مقام پر رکھیں گی۔ کیا غلط العام شار ہو گیا غلط شار ہو گا؟

(مکتوب ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء)

نون اور نون غنہ

کتنے کھنڈر محل بنائے گئے
کتنے محلوں کے کھنڈرات بنے

اکثر بیشتر تو خاکسار کے چکانہ بلکہ بیوقوفانہ مشورہ میں یہ
تبصرہ میں معرفت کے نکتے حاصل ہوئے۔ وہ مقالات ایسے
بھی ہیں جہاں ڈھنگ سے توجہ نہ دلا سکنے کی وجہ سے وضاحت
موصول ہوئی۔ مثلاً ’مندرجہ بالا شعر میں ’کھنڈر کے نون‘ کی
آواز نون غنہ ہوتی تو بہتر تھا۔ خوف اس قدر مسلط تھا کہ نہ
جانے کیا لکھ دیا۔ مناسب وضاحت نہ کی، جواب موصول ہو د۔

”دوسرے خط میں جو آپ نے ’کھنڈر لفظ پر نظر ثانی
کے لئے بڑی سی ملامت سے توجہ دلائی ہے اس کے لئے
معذرت کی تو کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن آپ نے
وضاحت نہیں کی کہ اس پر اعتراض کیا ہے۔ مجھے ابھی سمجھ
نہیں آئی کہ لفظ کھنڈر پر اعتراض کیا ہے۔ اگر یہ منہم ہے
کہ کبھی کھنڈر محل نہیں بنائے گئے تو یہ درست نہیں۔ تاریخ
سے یہ ثابت ہے کہ بارہا کئی شہر اجڑے اور پھر آباد کئے
گئے اور جو محل کبھی آباد تھے ان کے کھنڈروں کو آباد کیا
گیا۔ موجودہ رو کے متعلق یہی ذکر آتا ہے۔ ویسے بھی دنیا
میں یہی ملتا ہے کہ بعض محل ہیرا بن ہوئے اور پھر ان

کھنڈرات کو آباد کیا گیا۔ اگر کوئی اور بات ہے تو بے تکلفی
سے لکھیں۔ سقم کی طرف توجہ دلاؤ تو قابل تحسین ہے۔
بے شک مجھے بتائیں کیا کمزوری نظر آرہی ہے اور اگر اس
کا کوئی اچھا حل نظر آئے تو وہ بھی تجویز کریں۔

غالباً وہی وارے لفظ کھنڈر پڑھتے ہیں۔ اگر یہ بات
ہے تو شعریوں کر لیں۔

جو کھنڈر تھے محل بنائے گئے
اور محلوں کے کھنڈرات بنے

(مکتوب ۱۱ دسمبر ۱۹۸۱ء)

تار کی پہ تار کی اندھیروں پہ اندھیرے

دوسرا موقع جہاں ’ن‘ اور ’ل‘ کی بات واضح نہ کر سکنے کی
وجہ سے پٹائی ہوئی۔ تحریر فرمایا:-

آپ کا خط ملا۔ اندھیروں پہ اندھیرے کے متعلق
آپ نے لکھا ہے کہ اسے ’ن‘ دھیرا پڑھنا پڑتا ہے اس
سے نہیں آپ کا جو مطلب سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ نون غنہ
غالب سا پڑھا جائے جو وزن میں اضافہ نہ کر سکے۔ آپ
کے نزدیک اگر نون غنہ پڑھا جائے تو ’سورہوں پر سورہوں
کی طرز ہر وزن پر اندھیروں پر اندھیرے پڑھا جائے گا۔
ہر نہ ان نور دھیرا دھیرے پڑھنے پڑیں گے۔ آپ کی دلیل
بڑی واضح ہے اور خلاصہ اس کا یہی لگتا ہے کہ نون غنہ اس
طرح اور ہونے کو یا زائد لفظ موجود ہی نہیں۔ اس طرح اور دھیرا
اور اندھیرے کا ایک ہی وزن ہو گا۔ اسی اصول کو مندرجہ
ذیل مثالوں پر بھی چسپاں کر کے دکھائیں۔

انگار میں پر انگارے اس میں آپ ان گارو پڑھیں گی
یا نون غنہ کے ساتھ ان گارو کر کے پڑھیں گی اور اگر نون
غنہ پڑھیں گی تو کیا نون کا عدم سمجھا جائے گا اور ان گارے اور

انگارے کو ایک ہی وزن پر پڑھا جائے گا؟ صاف ظاہر ہے کہ جب نون غنہ آئے تو بعض دفعہ بہت خفیف پڑھا جاتا ہے اور بعض دفعہ دوبعد والے حرف میں مدغم ہو کر اس میں ایک قسم کی تشدید (شد) پیدا کر دیتا ہے۔ پس باوجود اس کے کہ انگارے کو ان گارے نہیں پڑھتے پھر بھی نون کے گاف میں اوغام کی وجہ سے گاف میں ایک قسم کی تشدید آ جاتی ہے لیکن واضح تشدید نہیں ہوتی۔ پس اس کو اپنے ذہن میں دہرائیں تو میری بات سمجھ میں آ جائے گی کہ انگارے اور ان گارے دونوں کا ایک ہی وزن نہیں جبکہ آپ کے بتائے ہوئے طریق سے دونوں کا ایک ہی وزن بننا ہے جو سویرے کے وزن پر ہے۔ اسی طرح 'الطیث' لفظ ہے پھر انبار ہے انجام ہے نیز 'گشت' ہے۔ اسے 'ان گشت' نہیں پڑھا جاتا اور نہ ہی ان گشت پڑھا جاتا ہے۔ گشت پڑھا جاتا ہے۔ میں آپ کو صریح بتاتا ہوں:

گشت نہانی سے کچھ بات نہیں مٹی اس کو چاہے 'ان گشت' پر نہیں یا 'گشت'۔ وزن پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح 'دند ان' ہے اس کو 'دند دن' اور نہ 'دن داں' پڑھا جاتا ہے۔ آپ کے ہمارے تو مجھے گشت بدند اں کر دیا ہے کہ آپ اندھیروں پر اندھیرے کو سویرے میں پر سویرے کے وزن پر پڑھنا چاہتی ہیں جب کہ میں اسے 'قندیلوں پر قندیلوں' اور 'زنجیروں پر زنجیروں' کے وزن پر پڑھتا ہوں نہ 'زن چیریں'۔ (مکتوب ۵ دسمبر ۱۹۹۳ء)

بعد میں آپ نے اس مصرع کو تبدیل فرما دیا:-

تاریکی پہ تاریکی گمری گمری
نون غنہ ایک اور جگہ قائل توجہ ہو گیا تھا۔ کس حال میں ہیں یاران وطن میں ایک مصرع ہے:

'آزاد کہاں وہ ملک جہاں قابض ہو سیاست پر مٹاں'

خاکسار نے عرض کی کہ مٹاں میں نون غنہ غیر ضروری ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:-

"آپ کی یہ تجویز کہ لفظ مٹاں کی بجائے مٹا ہوا چاہیے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ سے اتفاق ہے۔ نون غنہ کو لیں۔ آپ کی اس بہت عمدہ تجویز پر بے حد شکریہ۔ جزاکم اللہ حسن الجزاء"۔ (مکتوب ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

مگر بعد کی ایک نظم میں اس مصرع میں نون غنہ زائد کہنے پر آپ نے فرمایا کہ مٹاں کہنے میں جس نفرت کا اظہار ہوتا ہے مٹا سے ممکن نہیں اس لئے ایسے ہی رہنے دیں۔

سو چاہی کبھی تم نے کہ کیا جید ہے مٹاں
(پرائیوٹ سیکرٹری صاحب نے نون پر تامل)

قد تعالیٰ کے اسامات کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ ۲۰۰۱ء میں لندن سے حکام ظاہر کا نیا ایڈیشن شائع ہوا حضور پر نور کے ارشاد پر نئی شامل ہونے والی نظموں کی پروف ریڈنگ اور نگاہ ساری کی تیاری کی سعادت نصیب ہوئی۔ لندن سے جو کتاب شائع ہوئی وہ درجہ اول صورت ہے۔ بلکہ کراچی کی اشاعت کا اسلوب برقرار رکھا جس کی ہم سب کو بہت خوشی ہے۔ کتاب موصول ہوئی جس پر پیارے قاکا کا قریب نوٹ تھا:-

"پیاری عزیزہ ممت الباری ما صر صاحبہ!

حکام ظاہر کے تعلق میں آپ کے بہت ہی قیمتی مشورے ملتے رہے ہیں اور بڑی محنت سے آپ نے اس کی گھوسری بنائی ہے۔ اس کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میری طرف سے یہ عید کا تحفہ جس میں آپ کا بڑا ادغل ہے، ذرا تاخیر سے پیش ہے۔ قبول فرمائیں"۔ والسلام۔ خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد

(۱۸ دسمبر ۲۰۰۱ء لندن)

دستخط کر کے مجھے بھیجی کلام طاہر
آپ جیسا کوئی ولد ار نہ دیکھا نہ سنا
اپنے عشاق سے یہ پیار نہ دیکھا نہ سنا
لطف اور ایسا طر حدار نہ دیکھا نہ سنا
کلام طاہر کی تیاری کے مدد و سال میری زندگی کا سبھی
دور تھا۔ گل تو ہوتے ہی حسین ہیں خازن بھی بہت حسین تھے۔
حضور انور کی خدمت میں خط لکھا:

چیمبر خوں سے چلی جائے آمد
والا معاملہ نہیں ہوتا۔ جان و ایمان جتنی پر رکھا ہوتا ہے۔
آپ کی طرف سے جواب موصول ہوتا تو ہر دفعہ یہ سوچ کر
کھولتی کہ لکھا ہوگا۔ ”عزیزہ! اگر مبلغ علم کی کوتاہی کا یہ عالم
ہے تو رحمت نہ ہی کریں جزاکم اللہ“۔ مگر آپ نے بڑے جس و
برداشت بلکہ مہر سے میری کوتاہیوں سے صرف نظر فرمایا اور
سمجھا سمجھا کر حوصلہ بڑھاتے رہے۔ میری جھولی میں ایسے
لعل و جوہر بھی ہیں جن پر مجھے بجا طور پر عاجز و اندھن ہے۔ یہ
بھی کلیہ آپ کا حسن نظر ہے۔

”ظہور خیر الانبیاء“ ۱۹۹۳ء کے جلسہ سالانہ لندن اور پھر ترمیمی
میں پر بھی گئی۔ کچھ تراسیم و اسانے کے بعد اس کا حسن و دیبا
ہو گیا تھا۔ میں نے حضور انور کی خدمت میں نظم سن کر اپنے
تاثرات لکھے۔ میں نے تو کیا لکھا ہوگا تو نے پھونے الفاظ
میں مگر آپ کا مکتوب آپ کے حسن و احسان کا مرقع ہے۔
”آپ کی طرف سے مجھ امریکہ سے خطاب کا اردو
ترجمہ اور میرے کلام کا کتابت شدہ مسودہ موصول ہوا۔
جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اپنے خط میں آپ نے نعت
”ظہور خیر الانبیاء علیہ السلام“ کے حوالے سے جو تہرہ کیا ہے
اس میں دیبا تیں قابل غور ہیں۔

ایک تو یہ کہ ماشاء اللہ بہت ہی خوبصورت زبان میں

تہرہ دیا ہے اور جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ بھی بہت
لطیف ہیں اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ اس نظم پر محض
آپ کی یاد ہی نہیں آئی بلکہ جذبات احسان کے ساتھ یاد آتی
رہی۔ کیونکہ اس کے بہت سے شعرا ایسے تھے جن کے متعلق
مجھے خیال تھا کہ اصلاح کے لحاظ سے لیکن وقت نہیں ملتا تھا
آپ نے درست طور پر ان کی نشاندہی کی اور اصلاح
کر دے کہ چھوڑی ورنہ میں کئی سال سے اسے نال رہا تھا
اس لئے یہ نعت اور اس کے علاوہ کئی اور نظموں پر آپ کی
توجہ کے نتیجے میں جو وقت نکلا ہے۔ یہ مواقع ہمیشہ جذبات
احسان کے ساتھ آپ کی یاد دلاتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن
الجزا انی قد نیا ولا اثرہ“۔ (مکتوب ۱۵۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء)
رکھتی نہیں ترتیب سے یادیں کبھی لیکن
باندھا ہے ترے نام کا اک باب علیحدہ
میرے اس علیحدہ باب میں الگ باندھ کے رکھا ہوا ایک
مکتوب مجھے بے حد عزیز ہے۔ اس میں پیارے اتفاق کی
شخصیت کے کئی روپ نکلتے ہیں۔ دہشت مبارک سے تحریر فرمایا:

”عزیزہ مکرمہ رحمۃ الباری مآثرہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جلسہ پر پر بھی جانے والی نظموں کے متعلق محبت
بھرے رنگارنگ خطوط ملتے ہیں لیکن سب پر محبت کا رنگ
غالب رہتا ہے۔ اس لئے پوری طرح اطمینان نہیں ہوتا
کہ کسی نے متن و وزن تنقیدی نظر سے بھی جائزہ لیا یا نہیں۔
کبھی کبھی سلسلہ کے بعض چوٹی کے شعراء اور ادیب بھی
جب اپنی پسند کا اظہار کرتے ہیں تو مجھے احساس ہوتا ہے
کہ تعریف تو سچی کر رہے ہیں لیکن خامیوں کے متعلق
صرف نظر کر جاتے ہیں۔

آپ کا آج کا خط مستثنیٰ ہے۔ پہلی بات تو یہ نمایاں

ہے کہ تمام تر سچ ہے اور سچ کے سوا کچھ نہیں۔ جہاں کچھ اصلاح کی گنجائش دیکھی وہ بڑے ملائم و دلہندہ الفاظ میں تجویز کر دی۔ انکسار کی آمیزش نے ان الفاظ کو اور بھی شائستہ بنا دیا۔ دوسری نمایاں بات یہ ہے کہ آپ کے تبصرہ میں بخنورے کا سارنگ پایا جاتا ہے۔ دوری سے دیکھا اور سو گھا نہیں بلکہ بخنورے کی طرح ہر شعر کے دل میں ڈوب کر پردوں میں لپٹی ہوئی روح سے شناسائی کے بعد لب کشائی کی ہے۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ میرے دل کی سب باتوں تک آپ ہر گز نہیں لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ بند کواڑوں والے گھر کو راستہ چلتے خیر کر نہیں دیکھا بلکہ کواڑ کھول کر اندر سے بھی جائزہ لیا۔

ایک اور بات یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ کواڑ کھولنے نہیں خود کھولے ہیں یعنی آپ کی اپنی پابندی سے نالے کھل گئے۔ جہاں تک اصلاح کے اشاروں کا حلق ہے ذوق لطافت سے تو انکار نہیں لیکن میری سوچیں جن راہوں سے گزر چکی ہیں ان کا آپ کو علم نہیں۔

ہم نے کوئلہ کوئلہ اپنا دل میں یہ امر مانع تھا کہ اول اس طرح ایک ایک کر کے کوئلے کے بعد دوسرے کوئلے کا تصور ابھرتا ہے جبکہ موجودہ جگہ پر کوئلہ کی تکرار پہلے ہی سے عمل میں کر کوئلہ ہوئے ہوئے دل کا تصور پیش کرتی ہے۔ آنجل لہرانے یا بکھرانے میں یہ روک پیش نظر تھی کہ دو تین شعر جو اس غزل میں پڑھے نہیں گئے ان میں ایک آنجل لہرانے والا شعر بھی تھا۔ دوسرے یہ نہ بھی ہوتا تو شفیق کے چہرے پر آنجل لہرانے یا بکھرانے کی بجائے گیسو بکھرانے کا مضمون زیادہ بر محل معلوم ہوتا ہے۔ آنجل سے یا پلو سے چہرہ پھیلا تو جانا ہے، چہرے پر

آنجل لہرایا بکھرایا نہیں جانا۔ جو شعر پڑھے نہیں گئے ان میں سے جو یاد ہیں وہ لکھ دیتا ہوں:

خالق کی طرح بہت بھی ایک نئی شان ہر آن بدلتا ہے
موسم کے نقش و سرود نے جلوں کا دربار لگایا ہے
چمچی کا سنی اودے پیلے پھول کھلے ہیں
بہکی بہکی مست ہواؤں نے آنجل لہکایا ہے
دور افق پر اور ہی رات ہے چھائی ہے گھٹکھور گھٹا
بادل نے، بکلی نے، گرج نے ایک کہرام مچایا ہے
اس طرح کے بچے اچھے خطا آپ بے شک، بے جھجک
لکھا کریں۔ ایسے خطوں سے چلتے چلتے، ہر کے بغیر ستانے
کے سامان ہو جاتے ہیں۔ جزاکم اللہ حسن الجزاء

آپ کی بلند کی مصروفیات کی رپورٹ دل سے
دعائیں لیتی ہے جزاکم اللہ حسن الجزاء۔

والسلام
خاکسار

(دستخط) سرزاد طاہر احمد

دہکرتے ہیں احساں پہ احساں عذراقت میں پالی ہے مٹائی کری
ہیں مرد خدا میں خدا کی دوائیں و گزند نہیں کیا میری ہستی عی کیا ہے
قیمت بجا چ ڈھل کی خاطر شفق میرے سورج کا شعرواب میں
ہے سایہ گلن آسما معرفت کا زمیں پہ بہت روپ آیا ہوا ہے
نہیں لاؤں کہاں سے وہ قضا جن میں دوا کر سکوں شکر یہ جیسا حق ہے
مجھے جا رہے ہیں فکر کے آنسو مرا پکا دل آج پگھلا ہوا ہے
جی عالمی سے نہیں سر کو جھکائے خدا سے یہی اک دعا مانگی ہوں
میرے آکا کی ساری دعائیں ہیں پوری ملا وہ نریں چاہے اور کیا ہے

(بشکریہ الفضل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۰/۱۰/۲۰۰۳ء)

مجلس عرفان

سوال: عورت کی شہادت کو کمزور کیوں سمجھا گیا ہے؟

کیونکہ قرآن کریم میں وہ عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

جواب: عورت کی شہادت کو کمزور نہیں قرار دیا

گیا۔ قرآن کریم کی اس آیت کو تو زمرہ کرماء اسلام نے بالکل غلط معنی دے دیئے ہیں۔ ہر معاملے میں وہ عورتوں کی کوئی ویسے بھی ممکن نہیں، سوائے ایسے موقعوں کے جہاں کو او ا کھٹے کرنے کا وقت ہو یعنی مالی امور میں اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں عورتوں کی یادداشت دھوکہ کھا جاتی ہے کیونکہ اس میدان میں ان کا تجربہ محدود ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بھی سوائے چند ایک کے جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فن عطا کیا گیا ہے، باقی عورتیں مالی امور میں مردوں سے مشورہ لیتی ہیں۔ یہ ایک فطرتی بات ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ وہ عورتوں کی کوئی ما کافی ہے وہاں پر جو اصل لفظ ہیں وہ یہ ہیں کہ کوئی ایک عورت دے گی، دوسری اس کے ساتھ ہوگی تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔ اس کو احتیاطاً ساتھ شامل کر لیا گیا ہے، دوسری عورت کی مدد کے لئے۔ نیز اس حکم میں ایک اور بھی مصلحت کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ عورت کی پہلی عدالتوں میں نہ گھسیٹتی جائے بلکہ اگر وہ بیوی ہو تو پہلی عورت کو اس سے سہارا ملے گا۔ اسلام عورتوں کو ایسے معاملات میں ملوث کر کے عدالتوں میں گھسیٹنے کی ویسے بھی حوصلہ افزائی نہیں

کرتا۔ لیکن اتفاقاً حادثات رونما ہونے کی صورت میں کوہیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی پورے قرآن کریم میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ عورتوں کی کوئی کافی ہوگی یا ایک مرد کے مقابلے میں وہ عورتوں کی کوئی ضروری ہے۔

سوال: کیا عورت شادی سے پہلے مرد سے یہ شرط کر سکتی ہے کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا؟

جواب: فرمایا: کسی عورت کے لئے شادی سے قبل معاہدہ کرنا کہ اس کا خاوند اس کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرے گا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس خاوند کو بھی اجازت ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ اس بیوی کو طلاق دے کر دوبارہ شادی کرے کیونکہ وہ معاہدہ صرف اسی وقت تک Valid ہے جب تک کہ وہ عورت اس مرد کے نکاح میں ہے۔ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت تو ہے لیکن حکم نہیں۔ اس لئے ایسا معاہدہ کر لیا اسلام کی رو سے جائز ہے۔ ہاں! مسلمان مرد اور عورت کے لئے یہ معاہدہ کرنا کہ وہ ایک دوسرے کو طلاق نہیں دیں گے قرآن کے احکام میں دخل اندازی کے مترادف ہوگا کیونکہ اگر ان کی شادی شدہ زندگی میں کسی وقت ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ طلاق ناگزیر ہو جائے تو ایسے معاہدہ کی موجودگی میں دونوں فریق شدید فتنی افتات میں مبتلا ہونے کے باوجود اس جہنم سے چھٹکارہ نہیں پاسکیں گے۔

سوال: برطانیہ میں قانون کے مطابق رہائشی مکان کا نصف حصہ بیوی کی ملکیت ہے جب کہ اسلامی شریعت میں بیوی کا حصہ صرف 1/8 ہے۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: رہائشی مکان کے علاوہ اور بھی جائیداد ہوتی ہے۔ اگر ملکی قانون کی وجہ سے مرد کی تمام جائیداد ملا کر بیوی کے 1/8 شریقی حصے سے بیوی کا حصہ کم بنتا ہے تو اس کی کمی پوری کر دینی چاہیے لیکن اگر مکان کا حصہ بیوی کے شریقی 1/8 حصہ سے زیادہ بنتا ہے تو ملکی قانون کی وجہ سے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: اسلام میں عورت سر پر ہر مملکت بن سکتی ہے؟

جواب: قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ایسا کوئی امتناعی حکم نہیں ملتا۔ جس کی بناء پر یہ فیصلہ دیا جائے کہ عورت کسی ملک کی سربراہ نہیں ہو سکتی البتہ وہاں واضح طور پر جو بیان ملتا ہے وہ یہ ہے کہ عورت نبی نہیں بن سکتی اور اس کی وجہ عورت کی نسوانیت ہے۔ اس کے علاوہ عورت سب کچھ کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ان تمام احکام کی پابندی کرے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر عائد کئے گئے ہیں۔

(بحرِ مغان - صفحہ 165، 166، 188، 190)

شائع کردہ خانہ امان اللہ لاہور

☆☆☆

”میں نے انہیں کو اور اپنے اہل کو خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچانے کی کوشش کرو، اس کا طریق قرآن نے یہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف خالص رجوع کرو، توبہ کرو، توبہ پر قائم رہو۔“

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، خطبہ جمعہ ۱۵ مارچ ۱۹۸۲ء)

یہ ایسا معاہدہ قرآن کریم کی پالیسی اور احکام الہی کے خلاف ہوگا۔ اس لئے ایسے معاہدے کی اجازت کسی بھی صورت میں نہیں دی جاسکتی۔ کسی عورت کے اس مطالبہ کی صورت میں کہ اس کا خاوند اس کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرے مرد کے لئے اس کو طلاق دے کر دوبارہ شادی کر لینے کی گنجائش رہ جاتی ہے اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔ فرمایا کہ یہ بات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں۔ آپ نے مسایم میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت پر بعض لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ”چشمہ معرفت“ میں لکھا ہے کہ اسلام نے ایک سے زیادہ شادی کا حکم نہیں دیا بلکہ صرف اجازت دی ہے اور وہ بھی خاص حالات کے پیش نظر چند شرائط کے ساتھ۔ اگر کوئی شخص ان شرائط کو پوری کر سکے تو اس اجازت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ اگر مغربی ممالک کی عورت اجازت کے مطابق اپنے خاوند کی دوسری شادی کی متحمل نہ ہو سکتی ہو تو اس کو اجازت ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ شادی سے قبل معاہدہ کر کے اس کو دوسری شادی نہ کرنے کا پابند کر دے۔ اس سلسلے میں ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انورؑ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ دوسری شادی نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے تب اس کو دوسری شادی کے لئے اپنی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت ہوگی ورنہ نہیں۔

”شیخ عجم“ حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب

مکتبہ سید محمد عبداللطیف صاحب

ماشاء اللہ ایسا اتفاقاً ملا کہ حضرت شیخ عجم علیہ السلام میں بیابانہ دنیا کی بات تھی کہ وہ یہاں سے تشریف لے گئے تھے۔
 خطبہ اسلام پر تملک بلکہ آج کے عجمیوں کی پیشانی کا
 جیسا کہ اتفاق ہے یہ سید محمد علیہ السلام نے شیخ عجم کی آمد ثانی کی بہت
 فرمائی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ چودہویں صدی میں تملک میں تھے۔
 خود قاضی نے اس میں کوئی مدد بھی حاصل کی تھی۔
 دنا، بالیسب کے اس حد توہم سے ڈال دیا۔
 مسلمانوں میں اس کا پتہ تھے۔
 مدعو خطبہ اسلام نے اپنی تہذیب کو اپنی تہذیب بنایا۔

یہ بھی بیاں یا جانا ہے کہ یہ عجمیوں کے مشاہد کے
 مطابق یہاں تہذیب کے نام سے شیخ عجم کے
 مدعی قبائل میں تقسیم کیا گیا تھا جس میں تملک میں
 سے اسلام، حلیف سے لے کر غلبہ کی تھی جس سے یہ لوگ
 بے ناد تملک میں قبول رکھے گئے تھے۔
 انگریزوں کی تہذیب کے ساتھ ساتھ انگریزوں کی تہذیب کے ساتھ

۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۹ء عجمیوں کے ساتھ۔

افغانستان کے سیاسی حالات

اس زمانے میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں

پیدا شدہ تھے شیخ عجمیوں نے مارچ ۱۹۶۲ء
 میں اس عجمیوں سے اسلام کے نام سے
 اس عجمیوں نے اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں

دارالعلوم کے ساتھ ساتھ اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں

اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں

افغانستان کے جنوبی علاقوں میں بغاوت اور

حضرت صاحبزادہ صاحب کی حکمت کارروائی
 افغانستان میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں
 اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں اس عجمیوں میں

خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا بہترین فریضہ

وقت پر نمازوں کی ادائیگی

خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٗ العزیز بمرکز اجتماع خدام الاحمدیہ U.K 2003.

تشہد تم ہو، ورنہ تو حق تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ قریب ہے۔ واپس آئے اور اسی طرح قیامت میں قائم فرمائی۔
 اُس میں وحی نیک میں لکھ کر ہے: مُصَلِّدِ اِنْ اُصَلِّدِ بِنَبِيٍّ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ النُّسُكِ وَ لَنْدُكِرَ لَكَ
 کبر و اللہ یعلم ما یصنعون ○ لکھ کر ہے ۴۱،
 اس کے بعد فرمائی۔

تو یہ بھی جانتی تھی کہ سچ کے ساتھ ہی انتقام لوتی۔ اب اس لئے سچ کہے۔ یہ سچ میں نہیں دے لے گی
شامل ہیں۔ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ سچ ہی کہتی ہو۔ لیکن پھر بھی۔ یہ سچ میں نہیں دے لے گی۔
جہاں سچ کی کوشش ہو رہی ہو۔ جہاں سچ کی کوشش ہو رہی ہو۔ جہاں سچ کی کوشش ہو رہی ہو۔
Goa تک پہنچنا ہے۔

[illegible]

میں گا۔ ہر ممالک میں یہی رہتا ہے۔ امریکا، برطانیہ، فرانس، جرمنی، سوویت یونین، چین، پاکستان، بھارت، انڈیا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، نیٹو، اور UK۔ پچھلے ہی اس پر کام بھی شروع کر دیا ہے۔ بین الاقوامی ورکشاپس کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ وقت پر نماز ہو کر نماز باجماعت نماز ادا کرنا۔ اس بار دو تین حضرات امریکا، برطانیہ، فرانس، سوویت یونین، چین، پاکستان، بھارت، انڈیا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، نیٹو، اور UK کے لیے ہیں۔ انہوں نے وٹس ایپ یا فیس بک کے ذریعے رابطہ کیا ہے۔ یہ امریکی بیورو، عالمی بیورو، اور انڈیسی (ہیت الز) کے ذریعے ہوتے رہے۔ مالا مال امریکی بیورو، امریکا میں رہنے والے بھارتی ہیں۔ ان کی بیورو ہے امریکا

دلوگوں پر غصہ کرتے ہیں بین میں یہ بدل ناں کے ساتھ
 اس لیے رہتا ہوں کہ سب غریبوں پر غصہ ہوتا ہے تو میری
 پوشش ہوئی ہے۔ لوگ اس کے وہ جسم سے بچ جاتے ہیں۔
 سب آپ تیرے بدل ناں کے پاس جاتے ہیں اس لیے صحت
 میں بہت زبردستی تھے تو یہ بدل ناں لے جانے تھے اور
 فرمایا کرتے تھے کہ آپ لوگ نرم و حال ہل میں رہتی ہیں
 رہتے ہیں آپ کے دل میں لہجہ تھا۔

ایک مرتبہ وہ رشتہ بدل ناں سے بہت دور آیا
 آپ اس کے دل چاہے تھیں۔ سہ ماہ اپنی خوشی سے انہیں
 چاہے نہ تھی، بہت تھیں ہم رہتی ہیں سے نہیں لیتے اس
 سے آپ کبھی کبھی کے ساتھ چاہے نہ لیا کرتے تھے۔

آخر میں ساتھ "دوسرا سب" نام سے ملنے والی لو
 سمجھتے رہتے تھے نام سے تو یہ بدل ناں سمجھتے تھے
 اس لیے اس کے ساتھ صحت رہتے ہیں۔ اور یہ بھی آپ تو
 رہا تو تم سے اس کے بدل ناں سے اس لیے ملک آتی ہوئی
 ہے۔ شریعت تو اس قدر ہے کہ اس پر تمام وصوت
 کی جائے تو وصوت نگرانی کے ماتحت رہے، والے سہ
 بھی پناہ نہیں کہ کاش ہم یہ مسلمان صحت رہتے۔ اس
 کے برعکس آپ نے اپنی رعایت یہ تو ہے کہ انگریزی
 صحت ہم پر ہوئی تو چھا ہوتا۔

ایک دفعہ یہ بدل ناں سے یہ لکھی ہوئی ہر صحت
 صحت "دوسرا سب" سے عرض کیا کہ اس میں کوئی شخص نظر
 آئے تو بتائیں۔ آپ پتھر، ناموش رہے یہ فرمایا کہ میں یا
 بتاؤں۔ کوئی شخص نکالوں گا تو آپ جہنم کا ریکر کو مار
 درست رہیں گے۔ اس وقت افغانستان میں کارگر مل

سے بیٹا لیتے کا نام رہا تھا۔ سب آپ سے یہ بات تو
 ماہ ایک جا۔ لہذا یہ تھا اس سے آپ کی بات سن لی۔ وہ
 ساتھ "دوسرا سب" سے ساتھ "دوسرا سب" آپ کے پاس
 میں اپنی خوشی سے دست رہا تھا۔ آپ سے عذرت
 کے اس خاص تارے۔

ایک دفعہ ایک غریب آدمی کا قاضی کے ساتھ تارے
 ہوا۔ حاکم نے حضرت ساتھ "دوسرا سب" کو قیام کے لیے
 مقرر کیا۔ وہ آدمی تارے مقرر ہو چکا ہے وہ در صحت "وہ
 صاحب سے ثابت سے کھانا رہا۔ اسے خوب تھا
 حضرت ساتھ "دوسرا سب" قاضی سے رعایت تھیں کے اور
 اس کے حق میں فیصلہ کیا کہ اس کے آپ ہوش میں
 آئے۔ اسے اسے اس کی عیب سہ ماہ اور کے ساتھ
 تارے ہو اور اس کا مقدمہ پیش ہو تب بھی میں کی
 حمد و ثناء رعایت میں رہا۔

ایک بار کہ ایک دفعہ آئی وہ آپ کے سے
 آیا۔ اس نے حکم کیا کہ اس سے کوئی عیب نہ رہا
 جائے۔ حضرت ساتھ "دوسرا سب" نے انہیں پناہ دیا
 اس سے کہ وہ کوئی وصوت نہیں رہتا کہ وہ بھی نہ نہیں
 ہے۔ اسے یہی ہے کہ آپ سے اپنے مقصود پر یہ
 یہ پناہ دے اس سے کہ اس کے "پناہ دے" یہ آپ کے
 باتوں پر نہیں۔ کہ اسے یہ دینا تو اپنے بیٹے سے کہا کہ اس
 شخص کو بار لے جا۔ اسے اسے تارے حضرت ساتھ "وہ
 صاحب نہ بھی تھیں۔ بیٹے سے اس نے اس سے حضرت
 ساتھ "دوسرا سب" سے انہیں لو مارا پتے سے ہاتھ لے
 جا کر چھوڑ دیا۔

یہ جمعہ فہمست کے یہ تہ نیکل سے رعایا پر جہت مظالم
 ہے۔ لوگوں سے رشوت لی اور طائف میں بہت سے لوگوں
 کے رہبر قتل کئے گئے ہیں۔ یہی ہے۔ اس کا من سے تاریخ ہو
 اس سے بیداد کے قریب ہی دیکھا گیا۔ جمعہ کے روز اس نے
 پچھلے مہینے کے یہی نظارہ کیا جو اس کے اس میں شامل ہو گئے
 ہیں حضرت صاحب زادہ صاحب سے پوچھا کہ میں نے اس وقت پر
 جمعہ شریف کی یہ خبر سنا ہے کہ اس میں ملکہ کے دورانیہ پانچواں
 ہے صاحب زادہ صاحب سے عرض کیا کہ میں نے اس میں بہت
 حد میں ہے۔ ختم رہ گئے تھے لوگوں کو مسلمان بنایا۔
 آپ نے فرمایا کہ حد میں رہ گئے ہیں یہ تو کیا ہوا تم نے جسم کیا۔
 رشوت لی غریبوں کی چڑکی تاروں شمار ہاس بھی دہم مال
 سے تیار ہو ہے۔ اس میں کہا میں ہوئی۔ دوسرا ملکہ شہر مند
 ہو۔ ان مائش مارو پیا۔

مردارشیہ بند نہ کرے گا۔ وہ اس کے اہل و عیال بھی
 نصرت ساتھ دوسرا صاحب سے تمہیدت کرتے تھے۔ آپ
 مرحوم نصرت ساتھ دوسرا صاحب مردارشیہ بدلی کر کے
 پس پیچھے تھے۔ مردوں ساتھ سے آپ نام کے ماترشیہ
 نیک قاب آپ کے سے محمودی۔ آپ سے جوہر پش
 بھائی تو دیکھا۔ شریں کے دیہ پک تھانہ پاپ۔ آپ سے
 نثار شلا توال میں پک خط تھانہ دوسرا صاحب بی بیگم ساتھ
 سے آپ کے ماموں تھے۔ جس میں یحییٰ تھانہ آپ بی بی
 مہربان یوں۔ آپ کھجے پش بیعت سے مشرف فرما میں۔
 حضرت ساتھ دوسرا صاحب سے یہ خط مردارشیہ بدلی کر کے
 اٹھایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ شہزادہ مار گئے۔ دلوں کو
 حد سے طے باقی رہا۔

روایت یہ بدل ناں ہے۔ وہ بیٹوں کے نام معلوم ہو گئے
 ہیں۔ یہی کا نام ہے اور حماد اللہ جو تھا جو امیر کا بیٹا تھا
 کے زمانہ میں خوش کام کرتا تھا۔ اور اس کا نام بدل کر
 عبداللہ بن جابر تھا جو امیر کا بیٹا تھا۔ اور قتل تھا۔ اس
 نے حضرت ساجدہؑ کو سانس کی شہادت دے کر خود جب
 آپؐ کی نعش پھر میں سے نکالی تو کابل کے ایک قبرستان
 میں تدفین سے قبل آپؐ کا منہ دیر بھرا تھا اور یہی وہ ہیں
 احمدیت قبول کرتے ہیں۔ اس کا منہ مصلوب کرتے کرتے
 اور شہید مرحوم کے جسم پر لٹکتا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے
 ۱۶۲۰ھ یعنی ۱۷۰۷ء

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف کی

وجاہت اور بلند علمی و روحانی مقام

یہ بات ہے کہ مجھے وہاں جلیقہ ملا کرتے ہیں۔
موجودہ جملن نظر میں ایک ریو ویا م مرتبہ
لما، کے ساتھ ملجے جاتے تھے۔
تو یہ باتیں، وہاں کی خطروں سے بڑھ کر
دیسی فرمایا۔

یہ ایک معمولی نام نہیں تھا بلکہ ریاست کا بل
میں شرافتوں کی اپنی جاتی تھی۔ مگر میری عمدہ
میں بھی بہت دن میں تھی اور طاقت میں اس وجہ سے تھی
کہ ریاست کے تمام مملوچوں کا اس وجہ، قریب تھا۔
دوسرے سے ریاست کا عام علم تھا کہ اس وجہ سے
تجھے پاتے تھے کہ اس وجہ سے اس وجہ سے
اس وجہ سے پاتے تھے۔ ریاست کا بل میں

پچیس سو اسی کے قریب اس کے مقتد امر مراد تھے۔
 ان میں سے بعض رکن ریاست بھی تھے۔ غرض یہ
 کہ رکن ملک کا بل میں یہ فرق تھا۔ امر یا علم کے لفظ
 سے مراد حقوق کے لفظ سے مراد جہاد امر و نہی کے لفظ
 سے مراد احکام کے لفظ سے اس ملک میں اپنی ظہر
 میں رہتا تھا۔ وہ دو دہلوی کے خطاب کے ساتھ "وہ
 اور خوب رو د مرشد" دو کے لقب سے اس ملک
 میں مشہور تھے۔ وہ شہید مرحوم ایک بہادری کا نام نہایت
 اور کسی اور فرقہ وارانہ کا پاپاں رشتہ تھے۔ امر یا
 تاج کے خیر کے سے ہمیشہ میں تھے۔ امر
 ہمیشہ اس میں کا عمل واری تھا۔ امر یا علم کا بل
 میں کا طرح حاصل کے مولویت کا خطاب پاتے
 تھے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ تھا کہ "وہ" انکسار میں
 اس میں کہ ایک شخص تھے۔ جب تک اس کا نام نہ
 ہو یہ امر میں پڑتا۔ ایک شخص ہی قد رشتہ امر یا علم
 سے محبوب ہو جاتا ہے۔ "وہ" تھے پتہ نہ سمجھتے کہ اس کا
 "وہ" علم مرشد سے حق علی سے اس کو مانع نہ جاتی ہے۔
 مگر یہ شخص یہاں کے نہیں تھا کہ "وہ" ایک مجرم
 اس کا نام تھا مگر تب بھی یہ حقیت تھی کہ اس کا بل
 سے اس کو دینا ہی مراد ملی مراد ملی وجہات
 مانع نہیں ہو سکتی تھی۔

۴۴۰ **مذہب و عقائد** : عقائد و مذہب کے متعلق

1000

جناب تاجی محمدیہ ف ساسب دایاں پ ک
امیر مہ ارحم م م پ مے معلق ایف م م م م

اپنے قلم سے مسلمانوں کا دل افغانستان میں پھینک دیا۔
 امام ابوحنیفہؒ نے "رہنوست" کے تمام مؤلفین کو "دور
 معتریں" کا آپ کے تعلق پر مار دیا جو، ہے، حضرت
 سادات "دولہ اللطیف" صاحب نوام پر من و عنان سے توفیق
 حاصل ہے۔ "اُمیں ہم پکار رہے ہیں۔"

۱۔ مہدی میں ’فہرست‘ و ’مذہب‘

سید احمد ریان رتے ہیں کہ "حضرت سیدہ" صاحبہ
 لوگوں سے جدا نہیں ہوتیں۔ یہ سیدہ رحمتیہ ہی اس بات
 کا حقیقی تقاضا ہے کہ ملک میں آپ کی یہ عام و عمل
 میں سے لوگوں سے نہیں ہوتیں۔" (باقی آئے)

کوئی پیاس کہیں رو جاتی ہے

کوئی دھوکہ مستند نہی جائے

کون ویک ویک ویک آے

کئی خیال کبھی وہ جانتی ہے

کوئی آس نہیں رہ جاتی ہے

کوئی قیمت کا ساغر بھرتا ہے

کوئی چیز خالی نہ چاہئے

کونی لمحہ مجر کو آہے

کوئی بلی بھر میں کھج چاتا ہے

کوئی پیاس کبھی نہ جاتی ہے

کون اس کہی رہ جاتی ہے

میرا کرشن ثانی

کرشن نے سٹار کے جیسے آتما نے پایا
تو کرشن ثانی، بیوں نہ روپ الیا

وہاں نظر سے چھٹے سے اندر سے

چھتا بنا وہ تینوں حق کا جو دور آیا

روح نچمن میں چھوٹی روح تقدس نے پا۔

مہار س نے گا۔ یہ رہا ہے نہایا

ماہر مہاتما کا ہے جلوہ گاہ جیسی؟

مدرن کی کوئی نہ دیکھ چاہے پینپلا

مدرنی کے بھاس جا گئے، شمع ملی حرم کو

رپ سے سٹار کی ملتی وہ لے کے آیا

سب نقیضوں میں، سب شائیں چھڑا۔

مست فانی بن گئی، رہا ہری تپا حلیا

کاش پر ہوئی بن کرشن ہی ایپ طاری

ماتہ زاد بن تینوں، ناقہ س وہ بجلیا

بنے نچمن کو بٹنی نہنت سہا پتی نے

وہاں نہیں سے سنسار جھٹکایا

ماں ہنسی بجا رہا زیر و بم بھیجے۔
پرپ کو معہ آیا چنچم کو وہجہ آیا

مادہ حاماں سے یہ نکل میں صی پ مٹل

وہاں سے ہر تر سر لفت کا نیت گایا

مگر روں میں گھر سے میر کرشن ثانی

حالت اسے بہت کثرت مضرب حسب ملایا

دیا تیاں، جو چوٹوں میں س کے بیٹھے

تن چوٹوں پر، نموں نے من کا ایہ جالیا

مگر جو مانگ کے ہیں ن کا علاج ہے۔

مگر وہاں کے حلق طیب آیا

ماں جو کے رہا زور پر ہتا رہا وہ مست

سب ٹیش مات ہ گئے، تھا سبوں حسب صلیا

کوپال کے کلو میں سے نو ہار نقد

رت یہ دست ملی سے ہر چوں مست آیا

مقبول میں سہا میں شاید ہوں س کے

مقام نے جی تھرا، پیپ کا رنگ گایا

چوڑا محاذ پر ریگیز میر عبدالحی ملک

چوڑا د کے می ۱۹۶۰ء کی جنگ عظیم کے بعد ٹیکوں کی سب سے بڑی جنگ میں ملک کا منان ریگیز میر عبدالحی ملک نے کیا۔ نہیں بھی بہاری کا مدد پر ۱۹۶۱ء میں مال بڑا ت کیا یا۔ ان کے اس کام سے کئے ہوئے میں ایک سال کے بعد میر عبدالحی ملک چوڑا د کے ٹیکوں کی جنگ میں بڑا ستانی فوج کی مدد پر یہ کارنامہ انجام دیا۔ اپنے کارنامے کے باعث ان کو یہ شہرہ ملا۔ اس وقت وہ صرف ریگیز تھے۔

(دورنامہ امور لاہور ۱۳ ستمبر ۱۹۶۹ء)

ایک دہائی کے بعد۔

سیالکوٹ پانڈو یکم پر بھارت سے پورے سرحد میں سے آمد پانڈو۔ اس نئے کو ایک قادیان۔ یکم یہ سے صرف ایک ٹینک جو ت اور وہ بھی پانڈو سے رہا تھا۔ اس کی یہ کہ اس کے ہاتھ میں مائٹر۔ غم یا کہ سیالکوٹ نائی برہم پانڈو سے (سیالکوٹ) میں لوہے کی اینٹیں کے۔ اس قادیان۔ یکم یہ سے اپنے ہاتھ میں مائٹر کا علم ہے۔ سے انکار رہا تھا۔ مائٹر ایک یا تھا۔ اس۔ یکم کا نام میر عبدالحی ملک ہے۔ رہا مائٹر کا تہ نومبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۱۳)

محمد محاذ پر لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک

شیر میں محمد حسین ملک کا کارنامہ انجام دیا۔ یہ دے ایک د احمدی۔ سیوک جنرل اختر حسین ملک تھے۔ یہ ایک بڑی فتح تھی جس کے وقت میں آپ کو سب سے پہلے دہرہ بنگالی ملک بڑا ت کیا یا۔ آپ کے اس عظیم کارنامے کا مشہورہ نشوونما ہے۔ ایک احمدیہ قادیان سے ہے یا

میر د تھے اس کام پر کافی عرصے کو بھی دیا ہے۔ د باری "در استقامت" اور ملواری کی ایک قسم تصویریں رہے۔ "مل باری" کے کہوں پر چھانے۔ (دورنامہ جنگ رچی ۹ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۱۳)۔

محاذ احمدیت شیش کاٹھی کی سے رسالے چٹان سے جنرل اختر حسین ملک کے حق میں یوں مدد ملتی ہے۔ ملی کی مدد میں نے چار سے سات سو ایک ملک کا مائٹر ہاتھ سے ہوئے چھو اس کے ہوا جہاز کے معنی میں اور یہ کام کا مائٹر ہاتھ سے ہوئے چھو

(دورنامہ چٹان ۳ ستمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۶)

۱۹۶۹ء میں۔ سیوک جنرل اختر حسین ملک کی میں ایک حادثہ میں منات پانڈو سے ہوا میں مدد ہوئے۔

چوڑیاں محاذ پر میجر قاضی بشیر احمد شہید

میجر قاضی بشیر احمد شہید د کے لئے احمدی تھے اور باریاں کے محاذ پر "شیش کاٹھی" سے شہید ہوئے۔ جناب ہم کاٹھی کی پین آپ حق کے پر تار میں ملتے ہیں۔

"میجر مہم سے مدد کے شیش کاٹھی میں اس طرح کے کارنامے پیش ہوئے۔ مہم سے مل سکتی تھی د نہا۔ د مسلح تھے رہے سب اس لشکر کی سے کاروں پر لائی کی دیا ہے۔ دہرہ بنگالیہ کا دہرہ سے ہے

(ج سے پانڈو ۳۹۵-۳۹۶)

لاہور محاذ پر میجر منیر احمد شہید

میجر منیر احمد شہید بھی د احمدی بہت تھے دہرہ سے لاہور کے محاذ پر دین جاں کا دہرہ نشوونما ہے۔

مر رہے تھے۔ ال کا عیادہ اور شہید
ہو گئے۔ (روزنامہ اور لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۲۲)

فلائنگ آفسر محمد شمس الحق

پاکستان کے ایک احمدی فلائنگ آفسر محمد شمس الحق
نے افغانک میں جہاز کی مدد اور حیاروں کا مقابلہ کیا۔ آپ کی
بے مثل بہادری جہاز کے حادثہ کا رپاہ تھا۔ پاکستانی
تاریخ میں ال غلطی ملتا ہے۔

افغانک کے سب سے بڑے اور کم خطرہ جہاز
ہونے کے وہ جہاز فلائنگ آفسر محمد شمس الحق نے امرات
جنگ مثالی تہ سے امرات پر ہر کامیابی
۱۹۷۷ء کو، جہاز پر چلنے پر جہاز حیاروں کے
خلاف کارروائی میں انہوں نے ایک SU7 کو
مار دیا۔ اس میں ۴ افراد بھی لڑائی میں شریک
ہوئے۔ وہ ہمارے تمام حیاروں پر چل پڑا۔ اس میں
تہ کا کام تمام ہوا۔ اس کے بعد ان کے چار ملک
حیاروں سے ال پہلے مل گیا۔ انہوں نے ان کے
اس قتل کو بھی کامیاب کیا۔ چنانچہ انسانی مادی حالات
میں مثالی تہ سے ان شہداء بہادری کے نظام سے پر
فلانک آفسر محمد شمس الحق کو تہ سے معاف کیا گیا۔

بہادری کے نفاذ کے بارے میں صفحہ ۲۲)

ممتاز انور شہید

پاکستان نیوی کے احمدی شہید ممتاز انور شہید کو بول
۱۹۶۵ء جنگ میں بہادری کی بہادری کے جوہر لگانے کا
موقع ملا۔ مارچ ۱۹۷۷ء میں لگی حالات کے تحت شہداء
کے حاضری ہو گئے۔ آپ دشمنی پاکستان کو ہوا گیا۔

ات کے احمدی پاکستان نیوی کا جہاز پر مسد کی طوفان میں
بچنے یا تہ ممتاز انور شہید نے جس کا لڑنے میں سنہاں رہیں
ن۔ تہیں دت مسلسل لڑے۔ وہ جہاز کو لڑنے سے نکال
لائے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں آپ بہادری پر بطور چیف
انجینئر خدمات انجام دیں۔ آپ نے جہازوں کے میکانک
کا کام کیا۔ ان میں آپ نے ایک نئی جہاز سے جہاز کی
تہ کا علم کیا۔ ان میں آپ نے ایک نئی جہاز سے جہاز کی
رہا۔ ان میں انہوں نے جہاز کی تہ کی رہی۔ اس نے
بہادری کی شہادت کے نتیجے میں آپ کو تہ سے تہ کے
۱۹۷۷ء سے تہ کیا۔ (روزنامہ اور لاہور ۲۲ دسمبر ۱۹۷۷ء)

لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد

آپ آر۔ شہید لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد
بشارت احمد کے طوفانی تہ کی طرف سے انہوں نے
تہ کے تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ کے تہ لڑنے کا
اور جہاز کی تہ لڑنے کے تہ لڑنے کے تہ لڑنے کے
تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا
تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا
تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا
تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا چاہیہ۔ تہ لڑنے کا

۶۵ء اور ۷۷ء کی جنگوں میں احمدی افسروں کے

منفرد اعزازات

۱۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں سب سے پہلے احمدی فوجی اعزاز
مال تہ کیا۔ تہ لڑنے کے تہ لڑنے کے تہ لڑنے کے
۲۔ انہوں نے جنگوں میں بہادری کی بہادری کے تہ لڑنے کے
۳۔ انہوں نے جنگوں میں بہادری کی بہادری کے تہ لڑنے کے

دن اس کے وہ فاس لئے کہ جماعت کو یہ احساس یہ ہو کہ مادی جماعت کی تقی حیات ہے اور اس زمانے میں و اس
اور میں حسب نیو، یات پند، یات پرست اور Materialist دونوں ہے۔ اللہ تعالیٰ میں اس کے ختم کے مطابق وقت پر
جماعت برائے کی تقی حیات ہے اور یہ کتنا ضروری ہے اور جماعت میں جماعت رہے والوں اور مزیں پر ہستے والوں کا جو
معیاریہ جو Standard ہے، چنانچا جاتے تھے اس کا آپ کو احساس تھا کہ اس تک ہم میں پہنچ چکا ہے بلکہ بہت کم معیار ہے
اور اس کو وہی لے جا۔ یہ بہت ریا دلوشش کی ضد مرت ہے۔ اس بارہ میں ہمنو سے ملنے والوں کے آپ نے غلطی آپ کا
درمیں اس وقت آپ کے سامنے رہتا ہوں۔ فرما لے میں نے۔

[illegible][illegible]

نتائج مقابلہ مضمون نویسی رہا ہی دوم

باعتوان ”خلافت احمدیہ“

مجلس خدام احمدیہ پاکستان کے تحت ہونے والے مقابلہ مضمون نویسی رہا ہی دوم کا نتیجہ درج ذیل ہے۔

پہلے نمبر پر ”مستقیم صاحب“

دوم نمبر پر ”مستقیم صاحب“

تیسرے نمبر پر ”مستقیم صاحب“

چوتھے نمبر پر ”مستقیم صاحب“

(مستقیم صاحب مجلس خدام احمدیہ پاکستان)

محترم حضرات سے دردمندانہ درخواست

فصل عمر ہسپتال میں سالانہ طبی معائنہ کے لئے طلبہ کی فہرست درج ذیل ہے۔ اس فہرست کے مطابق طلبہ کو ہسپتال میں داخلہ دیا جائے گا۔

طلبہ کی فہرست

1. ”مستقیم صاحب“

2. ”مستقیم صاحب“

3. ”مستقیم صاحب“

4. ”مستقیم صاحب“

5. ”مستقیم صاحب“

6. ”مستقیم صاحب“

7. ”مستقیم صاحب“

8. ”مستقیم صاحب“

9. ”مستقیم صاحب“

10. ”مستقیم صاحب“

11. ”مستقیم صاحب“

12. ”مستقیم صاحب“

13. ”مستقیم صاحب“

14. ”مستقیم صاحب“

15. ”مستقیم صاحب“

16. ”مستقیم صاحب“

17. ”مستقیم صاحب“

18. ”مستقیم صاحب“

19. ”مستقیم صاحب“

20. ”مستقیم صاحب“

21. ”مستقیم صاحب“

22. ”مستقیم صاحب“

23. ”مستقیم صاحب“

24. ”مستقیم صاحب“

25. ”مستقیم صاحب“

26. ”مستقیم صاحب“

27. ”مستقیم صاحب“

28. ”مستقیم صاحب“

29. ”مستقیم صاحب“

30. ”مستقیم صاحب“

31. ”مستقیم صاحب“

32. ”مستقیم صاحب“

دنیا کے دس بڑے فوجی ممالک

نمبر شمار	نام ملک	فوجیوں کی کل تعداد
1	چین	2480000
2	امریکہ	1371500
3	بھارت	1173000
4	شمالی کوریا	1082000
5	روس	1004100
6	ہندوستان	672000
7	ترکی	550000
8	پاکستان	450000
9	ایران	350000
10	ویتنام	300000

تجلیات الہیہ

— ۱۰۰ —

گیا۔ بہت ہی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتداء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے بند کو پورا کرے گا۔
 اور خدا نے تجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دیں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھیریں گے۔ سوائے سننے والوں ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان چشموں کو اپنے مسند وقوف میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔“

تجلیاتِ الہیہ : جلد 20 - صفحہ 408-410

”فساقتی فطرت میں پیدا ہوا ہے کہ دورِ رحمت کے نشانوں سے بہت ہی کم نامہ و انعام ہے اور ایسا ہی تعصب کی وجہ سے دوسری قسم کے چھوٹے چھوٹے نشانوں کے مالک کے لئے بھی کوئی نیکوئی دیکھنا پاتا ہے تاہم کسی طرح دولتِ قبول سے محروم رہے۔“ (تہذیبِ اسلامیہ، ص 20) - ج 411

کتاب میں مذکور مشکل الفاظ کا حل

[illegible]

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت
 نعمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے
 سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلانے کا اور سب فرقوں پر میرے
 فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور
 معرفت میں کامل حاصل کریں گے کہ اپنی چٹائی کے نور اور
 اپنے دلائل اور نشانوں کے زور سے سب کلمتہ بند کر دیں گے
 اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے
 بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے

پیش	پیش
سینما	چوتھوں کی آمد سے پیش کا عمل ہو
صحیحہ	تو وہ سب کا علم پتا ہے
علم	یہ سب کچھ کا پتہ عام
کامیابی	کامیابی ہے
کامیابی	سب کا
کامیابی	پیدا ہے
کامیابی	کامیابی کا دور

وادی منخلہ

میں نے اس سے پہلے کہ اس نے میری طرف سے کوئی جواب دیا، اس کے پاس سے گزر کر اپنے گھر کی طرف چلے گئے۔

بہت سیدھے اور خوش۔

یہ ٹوئن دس سال کا تھا۔ دوسرا نامہ احمد علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہے۔ میں صدر بن احمد یہ پڑھا
 گزشتہ میں ۱۹۵۶ء کے وقت میں ہیٹ تھی کہ یہ
 کب تک چلی۔ تو کاتھ یڈر، ریسرچر، سب نے
 کیا یا وہ اس کے حالات میں عدت کے بعد مکمل عمر
 صاحب، لون فائنل ہے۔ رہا مری۔

عماراتِ نخل

خدا میں نہایت سچا مومن اور اللہ مرقدوں کو قوی کے
 واحد و منفرد ہے۔ یہاں نماز قیام میں۔

۱	بت اللہ
۲	خدا پر ایمان سے پوری
۳	جو اس کے لئے تعلق تھا
۴	اور اس کے لئے
۵	اور اس کے لئے
۶	جو اس کے لئے
۷	اور اس کے لئے
۸	اور اس کے لئے
۹	اور اس کے لئے
۱۰	اور اس کے لئے

(روپٹ سالانہ رپورٹ جسٹس احمد علیہ السلام - ۵۵۸-۵۵۹ صفحہ ۴)

اِس نے حال و طلبہ نے ماہِ جن کو خوشبو دت اور خوشنما اور

نہ شاپ کے لائی۔ تو جاہ میں واضح یہ کہ صورت
 کی وہ کی ظلم ہے۔ یہ حد تعالیٰ کے پیار میں یقین
 بلکہ عزم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مقدرہ اور صورت
 خلیفۃ المسیح الثانی رحمہ اللہ و قدس سرہ کی تاثیر حاصل ہے۔
 اس وقت قارئین کو وہ کی تلمذ کا تعارف رہنما مقصود ہے۔

نخلہ کے ہم سے ایک نئی بستی کی بنیاد

اس سے شاید منع نہیں ہو سکتا، تاہم اس سے قبل
تبدیلی آپ ہو گئے تھے۔ شاپم پورہ اور نئی
لے جایا تے تھے یہاں یہ چھوٹی مقامات ایک دوسرے
بہت پر واقع تھیں۔ اس سے آپ نے بہت بدل
ہوئے کے باعث اس سے بہت بڑے ہوئے تھے۔

قیام پر کتاب کے بعد میں متعدد گئے لئے مرنے میں
 کیم لائی حاصل کی مگر مری ماریں جلد ثابت نہ ہوئی اس
 سے حسرتوں میں بدایت پر جا پڑا شائع ہو گیا (میں شائع
 ہو گیا) میں خلیہ کے نام پر ایک مسافری ہفتی کی گیا، کئی
 ہی۔ خلیہ کی رہیں ہو پڑیں، احمد نامی صاحب کی طبیعت
 تھکی۔ غیبت سے قبل اس جہد، چھ لکھ دیاں، صاحب کی میں
 ہو رہا تھا ہے یہ حاصل کی تھیں۔ سب سے پہلے
 حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رحمہ اللہ مقدس کی کوئی کی گیا، کئی کی
 حسن و بد، میں بعض مقدس کووں سے مخالفت کی مگر بعد
 عدل کے لٹل سے یہ رک گیا احمد کی شہنا، میں بد اخلاقت سے

بناب کے سے یہ بوٹ بھی لٹا یا جس میں ملائی
 ٹرائڈ پمپس، لوجہ، ر، ہر، انکور تیل اور فالس
 کے پورے کئے۔

خلد ن قیام گاہوں میں رہتی اور چٹھوں کے لئے
Generator سب یہ یہ محمد ابراہیم صاحب آف
مقام چھوٹی کے ریجیم یہ ہو۔ یہ ایک کے لئے صحت
بہترین خدمات حاصل ہیں۔ جس کے لئے ان صحت
ساحہ دوم ر مسر احمد صاحب سرٹیفک پیڈرنی عام
سہیں صاحب تھے۔ خلد کے ریجیم کے مطابق یہا
حضرت علیؑ کو ۱۰۰ روپہ نقد قیامت کا مکان ہے کے
سے پہلے ۲۵ ہوں ۹۵۶ روپہ خلد میں رہتی ہیں
۱۰۰ روپہ رت کے قیام کے بعد میں تشریف لے
سے اس تبدیلی کے بعد حضرت علیؑ کو ۱۰۰ روپہ نقد
میں چاہئے تشریف لے جاتے رہے۔

۱۹۶۲ء کی پوزیشن پر۔ ۹۔ دلائل ۱۹۶۲ء کی پوزیشن پر کیا گیا
د قریب رہائی کا قیام فرما۔ کے صدر یہ دیکھ کر یوں لگے۔
صدر جس حد یہ پوزیشن پر پہنچے اس کے خلاف
پیدا شدہ مسلح مزاحمت اور یہ فرقہ د کے قیام علیٰ عملی
تاریخیں شامیلی ہیں۔

[illegible]

۱۹۵۷ء ۵۵۲۳۵ ی. ۱۳۶۷ھ ۱۳۹۲ھ ۱۹۶۷ء
 ۱۹۷۱ء ۵۵۲۳۵ ی. ۱۳۶۷ھ ۱۳۹۲ھ ۱۹۶۷ء

Journal of Management Inquiry 16(4)

1958

۱۹۵۹ء کے قتل و غارتوں کے پس منظر پر

८५६७८९

غلہ میں سالانہ مائیہ احمدیہ نے بہت سے روٹی کام
میں انجام پائے۔ مشورے۔ ماہانہ ایام اور مضامین
جو دارالافتاء کے زیر نگرین تھے، تمام باتوں میں ہمیں پیہ
تخلیل تک نہیں رہے۔ بہت سی عیدوں کو پیر۔ مام
سے شفا پائی گئی تھی۔ معجزہ ہے۔

بعد از طہارت مسجداً فی نور اللہ مرقدہ کے مصالح کے
بعد از طہارت مسجداً فی نور اللہ مرقدہ کے مصالح کے
کے اہل میں تشریف لے جاتے رہے۔

(سالاںڈ پورٹ صدر المجن احمدیہ پاکستان ۶۶-۱۹۶۵ء ص ۴۴)

یہ دو مقدس مقامی پہ کتاب حد اقل کے چار۔
 آریضوں کے لئے تھے اور ان کی مقدسوں میں سے
 اس مقامی کے مناسبات میں حد اقل کے چار تھے۔
 تھیں۔ ان حد اقل کے مقدسوں میں سے۔ ان کے ساتھ
 ان کی کے فرد میں سے چار تھے۔ یہ ان کی
 جو ۱۹۶۵ء کے مئی تا اگست کے ان جلسوں
 مقامی بابت ہے۔ ان کے ساتھ تھے۔

[illegible]

قادیانہ شہر سے تھوڑے فاصلے پر واقع ہے کہ جو 2003ء کے زلزلے میں سب سے کم تر 20 پرندہ جاتی اور مظلوم چھپ گئے تھے
وہ کیلکچر جیٹو حضرت علی (ع) ہیں

* فرقہ گنجیہ کی پوری 574 میٹر کی بجائے 8574 میٹر ہے۔

☆ نمبروں کی پیمائش کی بجائے 091 نمبر کی بجائے 8091 نمبر ہے۔

✽ غزنیہ پتھر، ہکی پلائی 18068 میٹر کی بجائے 8068 میٹر ہے۔

حضرت حکیم محمد شہامت خان صاحب نادون

۱۸۷۶ء میں متولد ہوئے۔

۱۸۷۶ء میں متولد ہوئے۔ پیدائش کے وقت آپ کے والدین کا نام محمد شہامت خان صاحب تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ پھر آپ نے مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ آپ نے اس مدرسہ میں کئی سال تک تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ آپ نے اس مدرسہ میں کئی سال تک تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ آپ نے اس مدرسہ میں کئی سال تک تعلیم حاصل کی۔

اس دوران میں آپ نے کئی کتب تصنیف کیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تہذیب و تمدن"، "تاریخ اسلام"، "تاریخ ہندوستان" شامل ہیں۔

تعارف نادون

نادون تحصیل میرپور ضلع ٹانگرہ صاحب (جارت) کا ایک نامور شخص ہے۔ یہ شخص دیوبند کے دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ شخص دیوبند کے دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ شخص دیوبند کے دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ شخص دیوبند کے دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھتا ہے۔

ابتدائی حالات

حضرت حکیم محمد شہامت خان صاحب مولانا محمد شہامت خان صاحب کے والدین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔

اخبار مہدی

حضرت حکیم محمد شہامت خان صاحب کو مولانا محمد شہامت خان صاحب کی حوالگی کی ایک مجاہدہ کے ذریعہ ہندوستانی اسلام کے نام پر اپنی زندگی میں چلنی تھی۔ بعد میں حد تک ان کے اپنے ناموں سے آپ کو مولانا محمد شہامت خان صاحب کی حوالگی کی ایک مجاہدہ کے ذریعہ ہندوستانی اسلام کے نام پر اپنی زندگی میں چلنی تھی۔ بعد میں حد تک ان کے اپنے ناموں سے

بیعت

حضرت عظیم شامت صاحب "آپ کے بھائی حضرت شامت صاحب آف ماہوں ماہوں سے بیعت کی غرض سے ۱۹۹۰ء میں تھاپیاں تشریف لے گئے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شامت شامت صاحب کے تیار اور بھائی حضرت امام شامت صاحب رہ بیعت کرتے ہیں۔

حس وقت حضرت صاحب نے جوئی یا تو اس وقت ہمارے حال کو دیکھتے تھے جو موجودہ عالم کے مال میں کوئی تکلیف نہ ہوئی اور یہ ہے وہی تیار (بھائی) میوں شامت صاحب اور (میوں) شامت صاحب سے صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور ۳۱۳ (۱۹۹۰) میں ال کسماتے تیار (رجسٹر روایات شمس ۳۲۵)

یہ مانتے تھے کہ حلیہ مسیح لائی اور اندر مقدمہ کے یاں سے بھی آپ بیعت کی تصدیق ہوئی ہے آپ سے بیعت ۱۹۹۰ء میں کی۔ پناچو آپ فرماتے ہیں۔

شامت صاحب آف ماہوں شامت صاحب کے رہنے والے ہیں۔ ال کے تعلق سے تھے یا آپ کے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں بیعت کی تھی۔ (الفضل دیوبند ۱۹ جنوری ۱۹۹۹ء)

شادی

آپ کے چوتھے بیٹے محمد علی صاحب آف ماہوں شامت صاحب آف ماہوں سے تھے۔

آپ کی شادی منہ آبادی بوشیا پورہ میں ہوئی۔ آپ کے عزیز شہید جناب عظیم بدلتھان صاحبہ میں والیبیب میڈیکل کالج بوشیا پورہ میں ہے۔ ان کے ساتھ "سماں بہار" سر عبد القادر صاحب محل رہتے تھے۔

آپ کھلم کھلا (پیغام حق) دیا کرتے تھے۔ شیخ صاحب مولویوں کو مارا رہا (حضرت میں شامت صاحب) کے مقابلہ میں لکھ دیا کرتے تھے۔ آپ دیوبند رہا کہ میں احمدیت کا پیغام بچا رہا نہیں اور فیصلہ حد رہا ہوں۔ اس لئے کہ تعالیٰ عظمت کے سماں پیدا دیتا ہے۔ (الفضل دیوبند ۱۹ جون ۱۹۵۶ء)

علم دوستی

حضرت عظیم شامت خان صاحب علم دوست تھے۔ وہ دینی و دنیوی میں تاحی رہتے تھے۔ آپ نے دین و دنیا میں قدم قدم پر تمام تعلیمات اور احمدیت کے تعالیٰ لکھتے تھے۔ چاہے وہ کتنا تھا اندر احمدیہ و فاروقی و شمل اور ریو آف ریو آف دین باقیہ و فاطمیں عظیم لاسری و سورت میں رہتے تھے۔ (الفضل دیوبند ۱۹ جون ۱۹۵۶ء)

دعوت الی اللہ

ماہوں میں ایک لکھنؤ کا محمد رضا صاحب آپ کے مایہ نیت ملنے کی وجہ سے تھے۔ آپ کے والد پر بی طرف سے سالہا سال تک سے ہت پر میں پہچانی نہیں۔ بلکہ محمد سے باہر ملے ہوئے ہیں۔ چاہے اس کی شادی کی نہایت اس قدر یاد دہی۔ اس کے اس سے طاق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پھل لکھ دیا۔ اس سے دین علم سے داروحد میں یہاں شامت احمدیہ ماہوں کا امام و سربراہی تربیت دینا اس میں فرما "آپ کی تربیت سے احمدیت میں داخل ہوئے سماں میں دینا "آپ کی وجہ سے احمدیت نے قیام آئے۔ شامت احمدیت کی مت مخالفت رہی تھی۔ اس (فرما) کے والدین و رشتہ داروں سے مولوی شامت صاحب ہر تری کو ہر تری سے پناہ دے دینی جھگڑا رہا۔ مولوی صاحب جو دینا آئے البتہ اس کے والدین و بیویہ

صاحبِ فکر محکمہ نہ تھے۔ مبادیہ حدیقتِ حُسنِ مسیح
موجودہ یہ اسامی و نقاتِ مسیح و تہِ نبوت پر یوں حُسنِ عظیم
صاحبِ کئے ساتھ حُسنِ محمدی شرفِ بخشیا پر یوں بھی مبادیہ
میں شامل تھے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ انہوں و بیوانوں نے
حدیثِ قلموں رلی۔ (اعظمی ۱۶ جون ۱۹۵۶ء صفحہ ۵)

[illegible][illegible]

بچے سے شرم و یوہ لے کر انہیں اپنی جگہ پر
عرب درمیں سے صدمہ پاتا ہے مثلاً یہ لکھا ہے
یہ اختیار محمود اس میں ہے تو محرم کا حجام ہے، مالا۔

یہ سنا کر رید رہے تھے سے لڑ رہا ہے۔ اس طرح
برگرگرنڈ میں کپٹن پٹیل نے ملازم ہے۔ شش ٹوٹاں جو ہے
رہا ہے۔ ایسی لڑائی ہے برگرگرنڈ میں ہے۔
اس قسم کی لڑائی میں جی کپٹن پٹیل ہے۔ ایک لڑائی
بجسٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ عموماً سے بے
رہا ہے پٹیل جاتا ہے جو مارا ہے مگر ان کا
چارہ بھاشا ہے۔ بس اس سے جتنی بے رحمی ہوگی اور یہ
پٹیل ہی رہتا ہے۔

[illegible]

۴۔ آتے سے آغا پائے۔ لے لٹاؤ گا لی خدہ۔ میں
میں بگڑاؤ ات کے بارے میں سے ہی ٹیٹا یہ جاتے ہیں۔
مثلاً مجربہ، معروفہ، ناکردہ، لیٹسروہ، لیٹسیہ،
سردجریہ، غیر وہ یہ لٹاؤ میں۔ وہ صرف ساکن ہوتا ہے
اور جسے صرف کے پیچھے رہتی ہے مگر محض لوہاریہ کے
جگہ رہ پائے ہیں۔ اس طرح تو تہ عرب نہیں
تے ٹاریہ سے آتے ہیں نہ رہے۔ اس طرح ظلف کے
تیسے صرف یہ تمذیہ "ریش" لاتی ہے۔ اس قسم کے ہائی
لٹاؤ اردو میں مستعمل ہیں۔ اس لیے اس کے اسباب و

[illegible][illegible]

۶۔ شہ سے شرم نہ ہوئے، لے لیا طوطی تم ہی
ہیں۔ تمام قشیش : طوطا کا دست قلموش یا جانا ہے۔
مش، ٹھہ افس ٹھٹ ٹھٹیس، ڈالٹی، ثوابت،
شراب اور ڈالٹی بیچو۔

۳۔ سے اٹھایا ہے، لے کر آگیا کرتا

آپ فرما رہے ہیں کہ:-

”میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں، ان کا جائزہ لیں، ان سے پوچھیں اور روز پوچھا کریں کہ وہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ بھی معلوم کریں کہ وہ جو کچھ نماز میں پڑھتے ہیں اس کا مطلب بھی ان کو آتا ہے یا نہیں اور اگر مطلب آتا ہے تو غور سے پڑھتے ہیں یا اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ جتنی جلدی یہ بوجھ گئے سے اتنا پھینکا جاسکے اتنی جلدی سے نماز سے فارغ ہو کر دنیا طلبی کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ اس پہلو سے اگر آپ جائزہ لیں گے، ہر حق کی نظر سے جائزہ لیں گے، سچ کی نظر سے جائزہ لیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ جو جواب آپ کے سامنے ابھریں گے وہ لوگوں کو بے چین کر دینے والے جواب ہوں گے۔“

تو یہ درد اور فکر کتنی جماعت کے احباب کی نمازوں کے معیار کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ کو۔ اور ہم جو عہد کر رہے ہیں کہ ہم آپ کے کاموں کو پورا کریں گے تو یہ نمازیں باجماعت ادا کرنا سب سے پہلے اور سب سے بڑا عہد ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پس آئیں آج ہم یہ عہد کریں اور یہ عہد کر کے یہاں سے انھیں کہ اے جانے والے! ہم تیری محبت کے صرف کھوکھلے دعوے کرنے والے نہیں بلکہ تیری خواہش کو ضرور پورا کریں گے اور ہر گھر میں نمازی پیدا کریں گے اور اللہ تعالیٰ تیری خواہش کے مطابق ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے گا۔ فناء اللہ۔

اور آنے والے سے بھی آپ اپنی محبت اور وفا کا اظہار کرتے ہیں Resolutions میں، اور تسلیاں دیتے ہیں۔ تو سب سے بڑی تسلی تو یہ ہے کہ آپ یہ کہیں کہ ہم عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کریں گے اور خود بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بنائیں گے۔ فناء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب یہاں جو حاضری کا صدر صاحب نے ذکر کیا ہے، ضمناً میں بیان کر دوں کہ تہنیتی کا اجتماع بھی ہو رہا ہے اور وہاں بہر حال تعداد زیادہ ہے۔ اس وقت ان کی حاضری شاید آپ سے دگنی سے بھی زیادہ ہو۔ اس لئے ان کی خاطر بھی مجھے یہ باتیں جو ہیں وہ اردو میں بھی کرنی پڑیں اور اب فناء اللہ تعالیٰ اجتماع ختم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد تو اب دعا ہو گی۔ لیکن اس سے پہلے چند ضروری باتیں ہیں کہ اجتماع کے بعد فناء اللہ تعالیٰ سب اپنے گھروں کو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے واپس لے جائے اور ہر آن آپ کا حافظہ و ماحول۔ لیکن ایک بات میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ نوجوانوں میں عموماً جلد بازی یا شوق میں تیز ڈرائیونگ کی بڑی عادت ہوتی ہے اس سے احتیاط کریں۔ Speed Limit کے اندر رہیں۔ اگر ٹھکے ہوئے ہیں نیند آ رہی ہے تو رک کے اپنی فینڈ پوری کر لیں یا اپنے ساتھی سے ڈرائیو کر دلیں اگر اس کو آتی ہو کیونکہ ڈرائیو اس کی غلطی کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں اور پھر جو ہم سب کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے بہت احتیاط کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور احتیاط سے اور اپنی حفاظت میں آپ کو اپنے گھر میں تک پہنچائے۔ اب دعا کر لیں۔



سدا قائم رہے گی اب خلافت احمدیت کی

(پروفیسر سراج الحق قریشی رقم۔ اے)

خدا نے اب ہمیں سرور دے کر پھر نوازا ہے
کیا ہے اس نے آ کر پھر دلوں کو شادماں زندہ
خدا کی قدرت مافی کا ہے یہ مظہر خامس
یہ گردے گا خدا کے نور سے کون و مکان زندہ
کھلیں گے بابا احمد میں کرڑوں پھول خوشیوں کے
مہک آئیں گی اس میں اک بہار جاوداں زندہ
سدا دیتا رہے گا بابا احمد پھول و پھل تازہ
سدا ملتا رہے گا اس مہن کو بائباں زندہ
خدا کے دین کا غلبہ ہے وابستہ خلافت سے
یہی ہے جہد مہدی، مسیحائے زمانہ زندہ
سدا قائم رہے گی اب خلافت احمدیت کی
قیامت تک رہے گا اب یہ نور قادیان زندہ
خدا کا ہاتھ ہے روز ازل سے اس جماعت پر
خدا دیتا رہے گا اس کو میر کارواں زندہ
بکھی اس پر نہ ڈو بے گا خدا کے نور کا سورج
سدا چمکے گی اس پر نور کی اک کھکشاں زندہ
مٹا سکتا نہیں ان کو کوئی مظہر ہستی سے
خدا کا فضل ہو جن پر، ہو جن کا پاسباں زندہ
سکون و امن کا مہن فقط اب احمدیت ہے
یہی ہے اس زمانے میں خدا کا ساتباں زندہ
اٹھو! دین محمد اکونم زمانے بھر میں پھیلاؤ
اٹھو! کر دیں محمد کے نور سے سارا جہاں زندہ

خلافت دین حق کی برکتوں کا اک نھاں زندہ
خدا کے فضل و احسان کا ہے اک بحر رواں زندہ
خلافت در حقیقت ہے نیابت حق تعالیٰ کی
یہ انوار خداوندی کا ہے اک تربیاں زندہ
نبوت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں دونوں
یہ فرمان محمد مصطفیٰ ہے ہر زماں زندہ
یہ تزکین نبوت ہے یہ تمکین رسالت ہے
یہ نعمت ہے خدا کی، اس کا ہے اک ارمغان زندہ
نبوت قدرت اول۔ خلافت قدرت مافی
خلافت فضل پرورانی، رہے گی جاوداں زندہ
نبوت نے کیا توحید کو قائم زمانے میں
خلافت نے دیا ہم کو خدا کے مہرباں زندہ
خدا کرتا ہے اپنے فضل سے قائم خلافت کو
اسی نے کر دیا ہے پھر یہ نور عاشقی زندہ
خلافت مومنوں کے واسطے ہے امن کا مسکن
یہ اک سایہ رحمت ہے۔ یہ اک تسکین جاں زندہ
غزاں نے کر دیے سارے چین ویران دنیا کے
مگر لیور روحانی کا ہے یہ آشیاں زندہ
خلافت نے دلوں کو پھر نئی اک زندگی بخشی
خلافت نے کئے ہیں پھر ہمارے جسم و جاں زندہ
خدا کا نور ہی تھے نور دین، محمود اور ناصر
خدا کا نور تھا طاہر ہمارے درمیاں زندہ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولادت اور قبل از ولادت کے حالات

(مہرم ملک محمد اکرام صاحب)

آپ مسلسل کھودتے رہے حتیٰ کہ آپ کو وہ چشمہ مل گیا۔

(سیرۃ النبیؐ ابن ہشام، جلد ۱، صفحہ ۱۷)

نذر مانگنا اور پورا کرنا

خدا کی قدرت کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو وہ بچے دیئے جو بہت جلد جلد بڑھنے لگے۔

جب وہ سن بلوغ کو پہنچ گئے تو ایقائے نذر کی خاطر عبدالمطلب ان کو کعبہ میں لے گئے اور قرعہ اندازی کی۔ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا جو انہیں سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اب کو عبدالمطلب کی حالت تو دیگر کون ہوئی لیکن کیا کرتے نذر کو بہر حال پورا کرنا تھا۔ ماچار بچے کو ساتھ لے کر ذبح کرنے کے لئے روانہ ہو گئے جب رؤسائے قریش کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو فوراً عبدالمطلب کے پاس گئے اور انہیں اس فعل سے روکا۔

عبدالمطلب نے پہلے قربانی پر ہی اصرار کیا لیکن ایک وقفہ کار کے مشورہ سے ٹپے پایا کہ عبد اللہ اور اس انٹوں کے درمیان (جو اس وقت ایک آدمی کا خون بہا تھا) قرعہ اندازی کی جائے۔ اگر انٹوں کے نام قرعہ نکلے تو انٹ قربان کر دیئے جائیں۔ چنانچہ یہاں کیا گیا لیکن قرعہ پھر بھی عبد اللہ ہی کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے اس انٹ اور یہاں قرعہ نکلا۔ لیکن اب کی دفعہ بھی عبد اللہ ہی کا نام نکلا۔ عبدالمطلب اس طرح اس انٹ کی قربانی کرتے گئے حتیٰ کہ جب سو انٹوں اور عبد اللہ کے درمیان قرعہ نکلا تو قرعہ انٹوں کے نام نکلا۔ اس پر مزید تسلی کے لئے دوبارہ قرعہ نکلا گیا تو پھر بھی قرعہ انٹوں ہی کے نام

آنحضرت ﷺ کا نسب

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

آنحضرت ﷺ کے نسب میں معد بن عدنان تک کوئی اختلاف نہیں مگر عدنان سے اسماعیلؑ تک کے نسب میں اختلاف ہے۔ لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ آپ کا نسب مبارک حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جاملتا ہے۔

(تہذیب اللہ الشیخ محمد رضا، صفحہ ۱۰)

چاہ زمزم کی تلاش

عبدالمطلب کو یہ تمنا تھی کہ خدا تعالیٰ آپ کو چاہ زمزم کی تلاش کی توفیق عطا فرمائے۔ چنانچہ ایک دن عبدالمطلب کعبہ کے سائے میں سوئے ہوئے تھے کہ آپ کو ایک آواز سنائی دی کہ اٹھو اور زمزم کو کھودو اگر آپ نے اس کو کھودا تو آپ شرمندہ نہ ہوں گے۔ تب نیند سے بیدار ہوئے اور اس طرح کی آواز آپ نے تین دن تک سنی۔ پھر تیسرے دن فرشتے نے آپ کو زمزم کی جگہ بتادی۔ تب آپ اپنے بیٹے حارث کے ساتھ کھودنے لگے۔ قریش آپ کا یہ عمل دیکھ کر آپ کا مذاق اڑاتے۔ تب عبدالمطلب نے جوش میں آ کر نذر مانگی کہ اگر خدا تعالیٰ انہیں دس بیٹے دے گا جو ان کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھیں گے تو وہ ایک کی قربانی کریں گے۔

نکا۔ جس پر عبدالمطلب کو بڑی خوشی ہوئی۔ فوراً سواہنت
ذبح کر دیئے اور عبد اللہ کو لے کر خوشی خوشی گھر لوٹ آئے۔
چنانچہ اس وقت سے قریش میں ایک آدمی کا خون بیا
سواہنت مقرر ہو گئے۔ (سیرت سید الانبیاء ص ۲۷۱)

حضرت عبد اللہ کی شادی

عبدالمطلب نے آمنہ بنت وہب سے جو قریش کے قبیلہ
بنو زہرہ میں سے ایک معزز گھرانے کی نہایت شریف لڑکی تھیں
اپنے لڑکے عبد اللہ کی شادی کی۔ اس وقت حضرت عبد اللہ کی عمر ۲۵
سال کی یا بعض روایتوں کی رو سے ۷۰ سال کی تھی۔

حضرت عبد اللہ کی وفات

حضرت عبد اللہ کو نکاح کے بعد مصالحت الہی سے زیادہ
مہارت نہ ملی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب وہ تجارت
کے لئے شام کو گئے تو وہاں ہی پر بیمار ہو کر شہر میں ٹھہر گئے اور
وہیں انتقال کیا اور اپنے رشتہ دار قبیلہ بنو نجار کے درمیان دفن
ہوئے۔ اس وقت ان کی زوجہ حضرت آمنہ حامل سے تھیں
عبدالمطلب کو جب اپنے فرزند عبد اللہ کی بیماری کی خبر پہنچی تو
اپنے بڑے بیٹے حارث کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ جب
حارث وہاں پہنچا تو حضرت عبد اللہ وفات پا چکے تھے۔
عبدالمطلب کو اور حضرت آمنہ کو جو صدمہ ہوا اس کا صرف
اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے حضرت آمنہ کو تسلی
دی۔ چنانچہ انہی ایام میں حضرت آمنہ نے ایک خواب دیکھا
کہ ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور انہیں خواب میں ہی
بتایا گیا کہ اس لڑکے کا نام محمد رکھنا۔ نیز انہوں نے یہ بھی
خواب دیکھا کہ ان کے اندر سے چمکتا ہوا نور نکلا ہے اور وہ در
دراز ملکوں میں پھیل گیا ہے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب المجلد ۱ صفحہ ۲۷۱)

واقعہ اصحاب الفیل

آنحضرتؐ کی پیدائش میں ابھی باون یا ایک روایت کی
رو سے پچپن دن باقی تھے کہ عرب میں عجیب واقعہ رونما ہوا۔
کہتے ہیں کہ امویۃ الاشترم نے جو ان دنوں حبشہ کی عیسائی
حکومت کے ماتحت وہاں عین تھا، کعبہ کی طرف اہل عرب کا
رجوع دیکھ کر چاہا کہ لوگ وہاں جانا چھوڑ دیں اور خود عین
میں ایک معبد تیار کیا۔ ایک مغلطے عرب کو یہ بات پری گئی
اور اس نے موقع پا کر معبد میں پاتخانہ کر دیا۔ جس سے اہل عرب کو
فصہ آیا اور اس نے کعبہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر تیار کیا۔
جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو مکہ کے ارد گرد چنے والے
افنوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ عبدالمطلب کو لوگوں نے اس
کے پاس بھیجا تو آپ نے جا کر اپنے افنوں کا مطالبہ کیا۔
اس نے سخت حیران ہو کر پوچھا میں تمہارا کعبہ مسمار کرنے آیا
ہوں اور تمہیں اپنے افنوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔

عبدالمطلب نے بالکل بے پروائی سے جواب دیا:-
"میں تو صرف افنوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے
ان کی فکر ہے۔ مگر اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود
اس کی فکر کرے گا۔"

اب یہ اس جواب سے قصہ میں آیا اور کہا کہ دیکھتا ہوں
کون مجھے روکتا ہے؟ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور خدا نے اس
کے لشکر میں پیچک کی تیاری پھیلادی۔ جس سے اس کا لشکر
تباہ ہوا۔ اس کا ذکر قرآن کی سورۃ الفیل میں ہے۔ غالباً اس
واقعہ کے دکھانے سے اللہ تعالیٰ کو یہ مد نظر تھا کہ کعبہ ایک کونے
کا پتھر ہے جو اس پر گرے گا وہ بھی تباہ ہوگا اور جس پر یہ گرے
گا وہ بھی تباہ ہوگا۔ (سیرت سید الانبیاء صفحہ ۲۳۲۲ مختصر)

آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت

۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۸ اگست ۵۷۰ء کو یا ایک جدید